

غزل

از جناب الم مظفر نگری

دینا کہاں نگاہِ حقیقت نگر کہاں
 ہیں ظلمتیں ہی ظلمتیں ہستی سے تا عدم
 بابِ قبول بھی تو انھیں کی ہے بارگاہ
 کیا دیکھتا ہے زخم کو یہ دیکھ چارہ گر
 تم بے نقاب آئے مگر وقت واپس
 ہر منظرِ بہشت ہے ساقی نگاہ میں
 ببل کو دہریں ضبطِ چین میں نہ دے کوئی
 بقی وقتِ مرگ زیرِ مژہ ایک لہو کی بوند
 پروانہ کہہ رہا تھا یہ حلِ حل کے شمع پر
 ہر جلوہ عکسِ آئینہ ہے بزمِ دہریں
 راہِ عدم ہے یہ کہہ رہے بہشت و بود ہے
 آ یا ہوں جستجو میں کسی کی مگر کہاں
 میری شبِ فراق کی ہوگی سحر کہاں
 لایا مری فناں کو فریبِ اثر کجہاں
 دل میں غلش نواز ہے تیر نظر کہاں
 اب چشمِ انتظار میں تابِ نظر کہاں
 ساغر میں تیرے ڈوب کے پہنچی نظر کہاں
 طوفانِ آب و رنگ کہاں، مشت پر کہاں
 رکھی چھپا کے میں نے متلع جگر کہاں
 دیکھو ہوا ہے قصہ غم مختصر کہاں
 آئینہ بھی یہاں نہیں، آئینہ گد کہاں
 مجھ کو خبر نہیں کہ ہوں گرم سفر کہاں
 ہرزہ دے رہا ہے الم دعوتِ جمال